محمد الیاس خان
محمد ارشد خان

مشرقی ترکستان یا سنجیانگ: ماضی، حال اور مستقبل (۲)

[زیر نظر مقالے کی پہلی قسط "وسطی ایشیا کے مسلمان" کے پچھلے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ اِس دوسری قسط پر مقالہ مکمل ہو گیا ہے۔ (مدیر)]

یعقوب بیگ نے اقتدار پر قابض ہوتے ہی درج ذیل اقدامات کیے۔

۱۔ "غیر مقامی" مسلمانوں اور کرغیزوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔
۲۔ یانگی شہر میں مانچو گیریژن کو محدود کر دیا۔
۳۔ اپنے سردار بزرگ خان کی بالادستی سے نجات حاصل کی۔
۴۔ کاشغیریہ پر اپنا اقتدار مستحکم کر لیا۔

یعقوب بیگ نے اتالیق غازی کا قدیم ترک خطاب اختیار کیا۔ اور ایک مرکزی اسلامی ریاست کے نظم و نسق میں مشغول ہو گیا۔ یعقوب بیگ مغربی ترکستان سے اپنے ساتھ آنے والے "غیر مقامی" لوگوں کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ جب کہ حکومت مخالف مقامی باشندوں کے ساتھ اس کا برتاؤ غیر مصالحانہ رہا۔

آج اہل مشرقی ترکستان یعقوب بیگ کے ۱۳ سالہ دور اقتدار کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ یہ واحد دور تھا جب ان کا ملک آزاد اور خود مختار تھا اور بیرونی دنیا کے ساتھ آزادانہ تعلقات استوار کرنے کے قابل تھا۔ یعقوب بیگ نے جلد ہی بدوولت "خوش قسمت" کا اضافی خطاب بھی اختیار کر لیا۔ ۱۸۷۳ء میں عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز نے یعقوب بیگ کو "امیر المومنین" کے لقب سے نوازا۔

انگریزوں اور روسیوں کی خطّے میں دلچسپی

جن دنوں مشرقی ترکستان کے اقتدار پر یعقوب بیگ فروکش تھا ان دنوں برصغیر میں انگریزوں کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا۔ انگریزوں نے یعقوب بیگ میں گہری دلچسپی ظاہر کی۔ دوسری

طرف "زار" کے زیر اقتدار روسی بھی عظیم تر روس کی پیش بندی میں مصروف تھے۔ "عالمی سطح پر روس ایک ایسی طاقت ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ سنکیانگ کے معاملات میں سب سے زیادہ دخل انداز ہوتا رہا ہے۔ وہ اس سے قبل مغربی ترکستان کی کئی ریاستوں کو کہیں دوستی کے جھانسے میں اور کہیں صریح جارحیت کا ارتکاب کر کے مکمل طور پر اپنی مملکت میں شامل کر چکا تھا"[14]۔ کاشغیریہ میں روسیوں کی دلچسپی کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں:

۱۔ مغربی ترکستان کی خانیتوں پر نو آبادیاتی روسی قبضے کے استحکام کی کوششوں میں کاشغیریہ مداخلت کر سکتا تھا۔

۲۔ کاشغیریہ منافع بخش تجارتی امکانات کا حامل تھا۔

۳۔ کاشغیریہ اندرونِ ایشیا تک روسیوں کی پیش قدمی کے لیے باعث خطرہ ہو سکتا تھا۔ مزید یہ کہ روسیوں کو خدشہ تھا کہ انگریز مشرقی ترکستان کو اپنی زیر حمایت علاقہ (پروٹیکٹوریٹ) قرار دے سکتے ہیں۔

دوسری طرف انگریز روسیوں کی پیش قدمی سے خائف تھے۔ گرم پانیوں تک پہنچنے کے روسی خواب کو چکنا چور کرنے کے لیے انگریزوں نے یعقوب بیگ کو مہرے کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ وہ یعقوب بیگ کو وقت کا ہیرو قرار دینے لگے۔ یعقوب بیگ کو حاصل ہونے والی کامیابیوں کا موازنہ رنجیت سنگھ کی کامیابیوں سے کیا جانے لگا۔ اور اسے تیمور اور بابر کے بعد وسطی ایشیا کا عظیم فاتح قرار دیا جانے لگا۔ کلکتہ میں اس کے سفیروں کی انگریزوں نے بھرپور طریقے سے پذیرائی کی۔ مگر یعقوب بیگ "زار" روس اور انگریزوں کے ساتھ متوازن پالیسی پر عمل پیرا رہا۔

یعقوب بیگ کی وفات اور خطّے پر چینیوں کا قبضہ

کاشغیریہ پر ۱۳ سال تک حکومت کرنے کے بعد یعقوب بیگ ۱۸۷۷ء میں کورلہ میں وفات پا گیا۔ یعقوب بیگ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بے کولو بیگ اس کا جانشین بنا جو اپنے باپ کی قائم کردہ سلطنت کو بحال رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یعقوب بیگ کی وفات کے فوراً ہی بعد چین نے ترفان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مشرقی ترکستان پر چینیوں کے قبضے کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ۱۸ دسمبر ۱۸۷۷ء کو زونگ تانگ کی افواج کاشغیریہ پر مکمل طور پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئیں۔ اور یوں کاشغیریہ پر یعقوب بیگ کے قائم کردہ اقتدار کا سورج غروب ہو گیا۔

جنرل زوزانگ تانگ نے مسلم علیحدگی پسندی پر آسانی سے قابو نہیں پایا۔ تحریک مزاحمت کو کچلنے کے لیے اسے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ افواج کے لیے اشیاء خورد و نوش اور رقوم مہیا کرنا جنرل زوزانگ تانگ کے لیے مسئلہ بنا ہوا تھا۔ ادھر خوقند روسیوں کے زیر نگیں آ چکا تھا اور روسی مزید

پیش رفت کے لیے موقع کی تلاش میں تھے۔ چینیوں کی پیش قدمی کو آسان بنانے کے لیے روسی آگے بڑھے۔ ایک روسی تاجر ساسنووسکی نے جون ۱۸۷۵ء میں زو کی افواج کو سائبریا سے غلّہ فراہم کرنے کا ٹھیکہ لیا۔ اسی سال روس نے جنرل زو کی افواج کو ۲۵۰۰ ٹن غلہ فراہم کیا۔ اس سے وقتی طور پر زو کی مشکلات کو کچھ حد تک سنبھالا ملا۔ تاہم جنرل زو کو نو مقبوضہ علاقوں میں معاشی زندگی کی بحالی اور فوجی کارروائیاں جاری رکھنے کے لیے رقوم کی دستیابی میں مسلسل مشکلات کا سامنا رہا۔

اگر یعقوب بیگ ابتداء میں دنگن (ہوئی) باغیوں (غیر ترک چینی مسلمانوں) کے ساتھ جنرل زو کے خلاف اتحاد بنانے میں کامیاب ہوجاتا تو زو کی مشکلات میں مزید اضافہ ہوسکتا تھا۔ مگر دنگن اور ترک نسل کے مسلمان اپنے آپ کو متحد رکھنے میں ناکام رہے۔ بالآخر ۱۸۷۶ء میں جنرل زو نے مشرقی ترکستان پر قبضے کے لیے مہم کا آغاز کر دیا۔ اس نے ایک کے بعد ایک باغی گروہ کو نشانہ بنایا۔ اگست ۱۸۷۶ء میں جنرل زو اُرمچی پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ جنرل نے ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں تریم طاس کے علاقے میں پیش قدمی جاری رکھی۔ مئی کے وسط تک ترفان بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ ترفان پر قبضہ یعقوب بیگ کی قائم کردہ مشرقی ترکستان کی آزاد ریاست کے لیے بہت بڑا دھچکا تھا۔ ترفان پر قبضہ یعقوب بیگ کی وفات کے بعد ہوا۔

جنرل زورزانگ تانگ کی افواج نے اکتوبر ۱۸۷۷ء میں اک سو (Aksu) اور دسمبر ۱۸۷۷ء تک کاشغر پر قبضہ کرلیا۔ ۱۸۷۸ء میں تک مشرقی ترکستان پر چین کا اقتدار قائم ہوگیا[۱۵]۔

اس سے قبل ۱۸۶۲ء میں جب مسلم بغاوت کے نتیجے میں چینی (مانچو) اقتدار کا خاتمہ ہوا تو علاقے میں تین نئی ریاستیں ظہور پذیر ہوئیں۔ وادی ایلی (کلجہ) کے علاقے میں تارانشی سلطنت (Taranchi Sultanate)، اُرمچی تارا باقتائی علاقوں میں دنگن خانیت اور کاشغریہ میں یعقوب بیگ کی "چھ شہری" (Jeti Shar) امارت وجود میں آئیں[۱۶]۔

۱۸۷۱ء میں روسیوں نے وادی ایلی (کلجہ) میں قائم تارانشی سلطنت کے علاقے کو یعقوب بیگ کی "دسترس" سے بچانے کے لیے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اپنی سرحدوں کو محفوظ بنانے اور چینیوں کی مدد کرنے کے خیال سے روسیوں نے وادی ایلی (کلجہ) پر قبضہ کرلیا۔ کاشغریہ پر چینی قبضہ کے بعد روسیوں اور چینیوں کے درمیان طویل اور صبر آزما مذاکرات کے بعد وادیٔ ایلی کو ۱۸۸۲ء میں دوبارہ چین کے حوالے کیا گیا[۱۷]۔ اس سے قبل ۱۸۸۱ء میں ان مذاکرات کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ پیٹرزبرگ تکمیل پایا۔ مشرقی ترکستان پر قبضہ کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں چینی افواج کو رسد اور سامان خورد و نوش کی فراہمی کی قیمت وصول کرتے ہوئے روس نے وادیٔ ایلی کا مغربی حصّہ اپنے پاس رکھا۔ تاکہ اسے مشرقی ترکستان کے ساتھ آزادانہ تجارت کے لیے محفوظ گزر گاہ میسّر رہے۔ ۱۸۸۲ء میں ایلی (کلجہ)، اُرمچی، کاشغر، چگوچک اور شاراسوم میں روسی قونصل خانے کھولے گئے۔

ان اقدامات کا یہ نتیجہ نکلا کہ مشرقی ترکستان میں روسیوں کا اثر و رسوخ بڑھ گیا اور روسیوں کو مشرقی ترکستان میں ماورائے علاقہ (extra - territorial) حقوق ملے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلابِ روس تک یہ حقوق برقرار رہے۔

انقلاب روس اور مشرقی ترکستان

۱۹۱۷ء کے بالشویک انقلاب کے نتیجے میں روس کے اندر خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اس خانہ جنگی کے نتیجے میں جنرل انکوف، جنرل دوتوف اور جنرل باکش (Bakisch) اور ان کے "سفید روسی" دستوں کا ایک سیلاب مشرقی ترکستان میں در آیا۔ مشرقی ترکستان کے گورنر یانگ زنگ کے لیے نہ صرف ان دستوں کے ساتھ محاذ آرائی سے بچنا مشکل ہو رہا تھا بلکہ وہ ان "سفید روسی" دستوں کے تعاقب میں آنے والی سرخ افواج کو سرحد پار کر کے مشرقی ترکستان در آنے سے روکنے میں بھی بے بس تھا۔ دوتوف اور انکوف کو یکے بعد دیگرے سوویت ایجنٹوں نے قتل کر دیا۔ جبکہ باکش کو گانسو سے پکڑ کر سوویت حکومت کے حوالے کیا گیا جہاں موت اس کا مقدر ٹھہری۔

۱۹۲۸ء میں گورنر یانگ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد چن شوچن کو مشرقی ترکستان کا گورنر بنایا گیا۔ گورنر چن شوچن نے اہل مشرقی ترکستان کے خلاف ظالمانہ پالیسیاں اختیار کیں۔ اور نتیجتاً اس کے خلاف ۱۹۳۱ء میں "ہامی بغاوت" اٹھ کھڑی ہوئی۔ گورنر اپنے بدحال فوجی دستوں کے لیے اسلحہ حاصل کرنے کی خاطر سوویت حکومت کے ساتھ ایک نئے معاہدہ پر دستخط کرنے پر مجبور ہو گیا۔ معاہدہ میں کلجہ، اُرمچی، اک سو، کاشغر، یارقند اور ختن کے علاقوں میں آٹھ سوویت ٹریڈ ایجنسیوں کے قیام کی شرائط درج تھیں[18]۔

۱۲ اپریل ۱۹۳۳ء کو اُرمچی میں روسی ایجنٹوں اور کرائے کے فوجیوں کی طرف سے بغاوت کے نتیجے میں دسمبر ۱۹۳۳ء میں شنگ شہ زائی کو مشرقی ترکستان کے گورنر کا عہدہ دلایا گیا۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء کو ہی کاشغر میں خواجہ نیاز کی قیادت میں "اسلامک ریپبلک آف ایسٹرن ترکستان" کی تشکیل عمل میں آ چکی تھی[19]۔ شنگ نے گورنر بنتے ہی سوویت نمائندوں کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کیے۔ معاہدہ کی رو سے ویغور اور دنگن باغیوں کے خلاف سوویت افواج کی حمایت کے بدلے گورنر شنگ شہ زائی ان کا مؤثر پٹھو بن گیا۔ دسمبر ۱۹۳۳ء کے اوائل میں سات ہزار سے زائد سوویت فوجی ٹینکوں، توپوں اور ہوائی جہازوں سمیت چگوچک اور کلجہ کے راستے صوبہ میں داخل ہوئے۔ یہ سوویت فوجی اپنے آپ کو ضلع تارا باقتائی کے "باشندے" ظاہر کر رہے تھے۔ ضلع تارا باقتائی مشرقی ترکستان کے شمال میں واقع ہے۔ ۱۹۳۷ء میں یہ سوویت دستے گورنر شنگ شہ زائی کی افواج کے ساتھ مل کر باغیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح پورے مشرقی ترکستان پر شنگ شہ زائی کا اقتدار مستحکم ہو گیا۔ ۱۲ اپریل

۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۲ء تک گورنر شنگ چین کی مرکزی حکومت کو بالکلیہ نظر انداز کرتے ہوئے صوبے کا مالک و مختار بنا رہا۔ اس دوران میں صوبے کی پولیس، سول انتظامیہ اور معیشت مکمل طور پر سوویت "مشیروں" کے ہاتھوں میں چلی گئیں[۲۰]۔

شنگ دورِ حکومت میں ایک لاکھ سے زائد افراد جیلوں میں ہلاک کیے گئے۔ بالشویکوں کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونے کے بعد مشرقی ترکستان میں پناہ لینے والے "سفید روسی" فوجی شنگ کے بنائے ہوئے تعذیب خانوں میں راتوں رات موت کی نیند سلا دیے گئے۔

آٹھویں موٹرائزڈ رجمنٹ کے نام سے روسی دستوں کا ایک گیریژن ہامی میں تعینات تھا۔ تاکہ شنگ کو تابع فرمان رکھنے کے لیے بوقت ضرورت اس بڑے شہر اور کاروباری مرکز کا رابطہ باقی صوبے سے منقطع کیا جا سکے۔ تاہم ۱۹۴۲ء میں سوویت یونین کو جب جرمنی سے خطرہ پیدا ہوا اور اس کی تمام تر توجہ جرمن حملہ آور افواج کی طرف مرکوز ہو گئی تو شنگ نے سوویت "مشیروں" سے گلو خلاصی حاصل کر لی۔

سوویت افواج کا انخلاء

سوویت یونین کو مشرقی ترکستان پر اپنی نیم سامراجی گرفت کا خاتمہ ہوتا نظر آیا تو اس نے ہامی سے آٹھویں رجمنٹ کے دستوں کا انخلا شروع کر دیا۔ سوویت حکام نے اُرمچی سے جہاز رانی کا کارخانہ، میتاو (maitau) سے تیل کی صفائی کے آلات (Oil refinery equipment) اور دیگر وہ تمام تنصیبات اور صنعتیں یا تو سوویت علاقوں میں منتقل کر دیں اور یا ضائع کر دیں جو سوویت ماہرین نے لگائی تھیں۔

سوویت "مشیروں" سے جان چھڑانے کے باوجود صوبے کی صورت حال میں بہتری پیدا نہ ہو سکی۔ سوویت یونین کے ساتھ کسی طرح کا تعلق رکھنے والوں کو سزائیں دی گئیں۔ جس کسی کے پاس بھی یو ایس ایس آر کے چھاپہ خانوں میں چھپنے والی کتاب پائی گئی اسے پسِ زنداں کیا جانے لگا۔ شنگ حکومت کے ان ظالمانہ ہتھکنڈوں کے نتیجے میں "غیر چینی" باشندوں کی اکثریت چینی انتظامیہ کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ بالآخر ستمبر ۱۹۴۴ء میں چین کی مرکزی حکومت نے گورنر شنگ شہ زائی کو معزول کر دیا۔ گورنر شنگ کی معزولی کے باوجود حالات جوں کے توں رہے۔

صوبے سے سوویت یونین کی لگائی ہوئی صنعتوں اور تنصیبات کی منتقلی کے بعد مقامی منڈیوں میں صنعتی مال اور اشیاء صرف کی شدید قلت پیدا ہو گئی۔ عوام بے تحاشا ٹیکسوں کے بوجھ تلے دب گئے۔ ٹیکسوں کی یہ شرح ۱۹۳۷ء میں فی کس ۳۱۷ سنکیانگ ڈالر کے مقابلے میں بڑھا کر ۱۹۴۴ء میں ۲۴۱۹ سنکیانگ ڈالر فی کس کر دی گئی تھی۔ نسلی، ثقافتی انجمنوں پر اپنی سرگرمیاں محدود کرنے کے لیے

دباؤ بڑھایا جانے لگا۔ روسی، تاتاری، ازبک اور دیگر قبائل کے افراد کو گرفتار کر کے جیلوں میں تعذیب و تشدد کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ حکومت کی ان ظالمانہ کارروائیوں نے اقلیتی گروہوں میں چینی انتظامیہ کے خلاف جذبات بھڑکانے میں اہم کردار ادا کیا۔

مسلم بغاوت پھر اٹھ کھڑی ہوئی

۱۹۴۴ء میں قازق قبائل عثمان باتور کی قیادت میں صوبے کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں کو سوویت حکومت منگولیا کے راستے اسلحہ فراہم کرتی تھی۔ مارچ ۱۹۴۴ء میں عثمان باتور نے تحریک مزاحمت کو کچلنے کے لیے آنے والی چینی افواج کو زبردست نقصان پہنچایا۔ اگست ۱۹۴۴ء میں فاتح مسلموف نامی ایک دولت مند تاتار جو اس سے قبل چینی پولیس کے ہاتھوں گرفتاری کے خوف سے سوویت یونین کی طرف بھاگ نکلا تھا، واپس نلکی (Nilki) آ گیا۔ وہ دو گھوڑوں پر چودہ بندوقیں اور گولہ بارود بھی لاد کر اپنے ساتھ لایا۔ فاتح مسلموف کو یہ اسلحہ اور گولہ بارود سوویت حکام نے فراہم کیا تھا۔ فاتح مسلموف نے پہلے ایک چھوٹا سا گروہ منظم کیا اور مزار گاؤں کے پولیس سٹیشن پر حملہ کر دیا۔ یہاں اسے مزید اسلحہ اور گولہ بارود ہاتھ لگا۔ چند ہفتوں کے اندر اندر باغی ایک مضبوط گوریلا قوت بن گئے۔ ان باغی گوریلوں نے چھ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو نلکی شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس موقع پر صوبے کی کومنگ تانگ (K.M.T) ملٹری کمانڈ نے باغی افواج کو محاصرہ میں لے کر انہیں ختم کرنے کے لیے جنرل ڈوڈی فو کو روانہ کیا۔ دریں اثناء باغی افواج نے اکتوبر ۱۹۴۴ء کے آخر تک متعدد جھڑپوں میں دشمن کو بھاری نقصان پہنچانے کے بعد علاقہ خالی کر دیا تھا۔

دوسری طرف کلجہ میں متعین سوویت نائب کونسل بوریسوف نے خود کلجہ کے اندر بغاوت کے لیے متعدد خفیہ گروہوں کے رہنماؤں سے رابطے کیے۔ ان رہنماؤں میں علی خان تورے بھی شامل تھے جو عالم دین اور فنِ خطابت میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست تنظیمی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علی خان تورے بعد میں "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی آزاد حکومت کے صدر نامزد ہوئے۔ شہر کی سیاسی فضا نے کچھ یوں پلٹا کھایا کہ کلجہ کی تمام غیر چینی آبادی چینی انتظامیہ کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ چینیوں نے بغاوت کچلنے کے لیے اندھا دھند گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا۔ مگر بجائے کم ہونے کے بغاوت کی یہ آگ مشرقی ترکستان کے التائی اور تارا باقتائی علاقوں تک پھیل گئی۔

۵ نومبر ۱۹۴۴ء کو سوویت علاقوں سے تیس گھڑسوار اسلحہ اور گولہ بارود کے ہمراہ سوویت - چین سرحد عبور کر کے پہاڑی راستوں سے کلجہ میں داخل ہوئے۔ ان گھڑسواروں کے پاس ۷۰ جرمن رائفلیں، ۱۲ سب مشین گنیں، دو ٹینک شکن رائفلیں، ایک ہلکی مارٹر گن، ۱۶۰۰ دستی بم اور ۸۰،۰۰۰ کارتوس تھے۔ اس گروہ کے افراد نے اس سے قبل کلجہ میں چینی مظالم سے تنگ آ کر سوویت علاقوں

میں پناہ حاصل کی تھی۔ سوویت علاقوں میں قیام کے دوران اُنھوں نے عسکری تربیّت بھی حاصل کی۔ سوویت حکام اس گروہ کو علی خان تورے کی قیادت میں چینیوں کے خلاف بغاوت میں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ اس گروہ کی قیادت ایک روسی الیگزندروف کے ہاتھوں میں تھی۔ ۷ نومبر ۱۹۴۴ء کو باغیوں کے ایک گروہ نے پولیس ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مار کر اسے قبضہ میں لے لیا۔ اور وہاں موجود اکثر قیدیوں کو رہا کروالیا۔ دوسری طرف کلجہ میں چار سو رائفلوں سے مسلح دو ہزار افراد نے ایک قازق باشندے اکبر اور ویغور باشندے غنی کی قیادت میں ٹوپاڈون جیل پر حملہ کیا اور قیدیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو رہا کروالیا۔ اس کارروائی کے جواب میں تین ہوائی جہازوں نے کلجہ ائیر فیلڈ سے اڑ کر باغی گوریلوں پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ چونکہ اکثر باغیوں نے اس سے قبل ہوائی جہاز نہیں دیکھا تھا، وہ اسے اچانک دیکھ کر سہم گئے۔ اور سوویت سرحد کی طرف بھاگ نکلے۔ کلجہ اور اس سے ملحقہ دیہاتوں کے باشندے علی خان تورے کی کال پر لبیک کہتے ہوئے پرانی بندوقیں، گنیں اور خنجر لے کر سڑکوں پر نکل آئے[۲۱]۔

"جمہوریہ مشرقی ترکستان" کا قیام

۷ نومبر ۱۹۴۴ء کو بغاوت شروع ہوتے ہی علی خان تورے کی قیادت میں ایک انقلابی کمیٹی وجود میں آگئی۔ ۹ نومبر ۱۹۴۴ء کو فاتح مسلموف اور رفیق بے شورس (Rafiq Baichuris) ۸۰۰ سے زائد گھڑسواروں کے ہمراہ ۳۰۰ رائفلوں، مشین گنوں اور دیگر اسلحہ سے لیس ہو کر کلجہ پہنچے۔ اسی روز علی خان تورے نے کومنگ تانگ ملٹری کمانڈ (K. M. T) کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے کا حکم دے دیا۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء کو کے ایم ٹی کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ "باغیوں" کی پہلی بڑی کامیابی تھی۔ ہیڈ کوارٹر پر قبضے سے باغیوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اسی دوران اکبر اور غنی کے فوجی دستے بھی جو ہوائی جہازوں کو دیکھ کر سوویت سرحد کی طرف بھاگ گئے تھے واپس آ گئے اور ۱۲ نومبر ۱۹۴۴ء کو پولیس ہیڈ کوارٹر پر حملے میں شریک ہوئے۔ پولیس ہیڈ کوارٹر پر بھی باغیوں کا آسانی سے قبضہ ہو گیا۔

پولیس ہیڈ کوارٹر پر قبضے کے بعد وہاں موجود پرانے کنوؤں سے دو سو قیدیوں کی گلی سڑی لاشیں برآمد ہوئیں۔ جنھوں نے چینیوں کے خلاف باغی افواج کے آتش انتقام کو مزید بھڑکا دیا۔ جب سرکاری دستوں نے باغیوں پر قابو پانے کے خواب بکھرتے دیکھے تو وہ "ایئر ایمبیک" اور "لیان شان" نامی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے اور اُرمچی سے کمک آنے کا انتظار کرنے لگے۔ باغیوں نے اُرمچی سے آنے والی کمک کا راستہ روکنے کے لیے ۱۲۰ افراد پر مشتمل ایک گروہ روانہ کیا۔ اس گروہ نے تلکی پاس (Talkipass) کی ناکہ بندی کر کے راستے کے تمام پلوں کو اڑا دیا۔ ۱۲ نومبر ۱۹۴۴ء کو انقلابی کمیٹی نے "جمہوریہ مشرقی ترکستان" اور اس کی عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ علی خان تورے

(ازبک) جمہوریہ کے صدر اور حاکم بیگ خوجہ (ویغور) نائب صدر نامزد ہوئے۔ علی خان تورے نے عہدۂ صدارت سنبھالتے ہی جمہوریہ کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے اقدامات شروع کر دیے۔ مختلف دستوں کو سوویت یونین کے ساتھ سرحد پر واقع علاقوں میں چینی فوجی چھاونیوں پر حملوں کے لیے بھیجا گیا تاکہ سوویت یونین سے کمک کے راستوں کو محفوظ بنایا جا سکے۔ کلجہ پر مختلف سمتوں سے حملہ آور چینی فوجوں کی پیش قدمی روک کر انہیں راستے میں تباہ کرنے کے لیے کمانڈر مسلموف اور کمانڈر غنی کی قیادت میں گوریلا فوجی دستوں کو بھیجا گیا۔ جنہوں نے مختلف پہاڑی دروں میں دشمن افواج کو شکستوں سے دوچار کیا۔ اور ان سے بھاری مقدار میں اسلحہ حاصل کیا۔ کلجہ کو دشمن (چینیوں) کے حملوں سے محفوظ بنانے اور بھاری مقدار میں ہلکا اور بھاری اسلحہ حاصل کرنے کے بعد جمہوریہ مشرقی ترکستان کے افواج کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ چنانچہ اب کلجہ میں قلعہ بند چینی فوج کا صفایا کرنے پر توجہ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۲۷ جنوری ۱۹۴۵ء کو "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کے دستوں نے کلجہ میں محصور کومنگ تانگ (K.M.T) کے دستوں کو شکست فاش دی۔ صرف کلجہ میں پانچ سے چھ ہزار چینی فوجی مارے گئے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۴۴ء تک ایلی (Ili) ریجن میں چینی افواج مکمل شکست سے دوچار ہو چکی تھیں۔

تین فروری ۱۹۴۵ء کو "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی حکومت نے گوریلا فوجی دستوں کو جمہوریہ کی باقاعدہ فوج کی حیثیت دینے کا فیصلہ کیا۔ رینک طے کیے گئے، تمغوں اور نشانات کا تعین کیا گیا۔ ۸ اپریل ۱۹۴۵ء کو جمہوریہ کی قومی فوج کی تشکیل کے ساتھ ہی جمہوریہ کی حکومت نے تمام مشرقی ترکستان کی آزادی کے لیے منصوبہ بندی شروع کر دی۔ پہلے مرحلے میں اُرمچی سے کلجہ اور دوسرے مرحلے میں شی ہو (Shiho) کے راستے تارا باقتائی اور التائی کو جانے والی دو شاہراہوں کو قبضہ میں لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ مئی ۱۹۴۵ء میں جمہوریہ مشرقی ترکستان (E.T.R) کی افواج نے پیش قدمی کا آغاز کر دیا۔ جمہوریہ کی افواج نے شی ہو سے در بلجین (Durbulzin) جانے والی شاہراہ کی ناکہ بندی کر دی اور تارا باقتائی اور التائی میں چینی افواج کی رسد کی لائن کاٹ دی، اور بغیر کسی بڑی خون ریزی کے جون میں در بلجین اور چگوچک شہروں پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئیں۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کی افواج التائی، تارا باقتائی، تاکیا نزے اور زن ہو کے علاقوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتی چلی گئیں۔

"زن ہو" پر قبضہ کے بعد ان افواج کا اگلا ہدف چپ ایزے تھا۔ یہ علاقہ شی ہو سے ٦٠ کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۴۵ء کو یہ افواج شی ہو پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ شی ہو پر بڑی خون ریز جنگ کے بعد ہی جمہوریہ مشرقی ترکستان کی افواج قبضہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ شی ہو پر قبضہ کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں چینی حکومت کے ایک ہزار سے زائد فوجی مارے گئے۔ جبکہ جمہوریہ مشرقی ترکستان کی فوج کے ۸۰۰ جوان بھی کام آئے۔ جمہوریہ کی افواج کو ۲۷ توپیں (Artillary pieces) ۸۲ مشین گنیں، ۱۷۰۰ رائفلیں، ایک ٹینک، ایک بکتر بند گاڑی اور وسیع

مقدار میں گولہ بارود بھی ہاتھ آیا۔

سوویت یونین کی چالبازیاں

ترکستانی افواج کے ہاتھوں شی ہو کی فتح سے اُرمچی میں خوف و ہراس پھیل گیا، پسپا ہوتی ہوئی چینی فوج نے دریائے مناس (Manas) پر واقع پل نذر آتش کر دیا۔ دریں اثنا جمہوریہ کی افواج نے مناس سے ۶۰ کلومیٹر دور اور خود اُرمچی کے قریب واقع شہر ہوتوبی پر حملہ کر دیا۔ نیشنلسٹ دستے (چینی افواج) محاصرے میں آجانے کے خوف سے بڑھتی ہوئی ترکستانی افواج کے خلاف مؤثر دفاع میں ناکام ہو رہے تھے۔ تاریخ کے اس اہم موڑ پر جب "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی افواج صوبائی دارالحکومت اُرمچی پر قابض ہونے کے قریب تھیں ماسکو میں سوویت یونین اور چین کے درمیان معاہدۂ دوستی و تعاون پر دستخطوں کے ایک ماہ کے اندر اندر[۲۲] مشرقی ترکستان میں نیشنلسٹ (چینی) افواج کے کمانڈر جنرل چانگ چی چنگ نے ۱۳ ستمبر ۱۹۴۵ء کو سوویت قونصل کو کلجہ سے اُرمچی بلایا اور دھمکی دی کہ اگر فوری طور پر جنگ بندی عمل میں نہیں لائی جاتی تو "چین ایک اہم بین الاقوامی قدم اٹھائے گا"۔

ادھر علی خان تورے نے بھارت اور پاکستان کے راستے مغرب کے ساتھ روابط بڑھانے کے لیے مشرقی ترکستان کے جنوبی علاقوں کی آزادی کے بارے میں منصوبہ بندی شروع کر دی تھی۔ سوویت حکام کو علی خان تورے کی یہ روش اچھی نہ لگی۔ چنانچہ اُنھوں نے جمہوریہ مشرقی ترکستان کی افواج کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیے۔ یوں جمہوریہ کی افواج کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ سوویت حکام نے چنگ کنگ کو اطلاع بھیجی کہ کلجہ کے "باغیوں" نے ماسکو سے درخواست کی ہے کہ وہ چین کی مرکزی حکومت کے ساتھ ان کی صلح کروانے کے لیے ثالثی کا کام کرے۔ سوویت حکام نے "باغیوں" کو نہ صرف مناس کے دریا پر رکنے بلکہ پسپا ہونے پر بھی مجبور کر دیا۔ یوں سوویت حکومت کی سازش کے نتیجے میں جمہوریہ مشرقی ترکستان کی افواج اُرمچی پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اگرچہ جمہوریہ کی تربیت یافتہ فوج چینی فوج کو باآسانی شکست دینے کی پوزیشن میں تھی، مگر عین موقع پر کریملن ان کی حمایت سے کنارہ کش ہو گیا۔ کریملن کے حکام اب جمہوریہ مشرقی ترکستان کی حکومت کے عزائم کو شک بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔

گیارہ نکاتی معاہدہ پر دستخط

۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کو فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف عسکری کارروائیاں روک دی گئیں۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کے تین نمائندوں پر مشتمل ایک وفد کے ایم ٹی (نیشنلسٹ چینی افواج) کے نمائندوں سے ملنے ارمچی بھیجا گیا۔ وفد احمد جان قاسمی، رحیم جان صابر حاجی اور ابوالخیر تورے پر مشتمل

تھا۔ وفد کے تینوں ارکان میں احمد جان قاسمی ہی بہتر صلاحیتوں کا مالک تھا۔ مگر وہ بھی سوویت "مصالحت کاروں" کی ہدایات پر چلنے کا پابند تھا۔ ۲ جنوری ۱۹۴۶ء تک مذاکرات جاری رہے۔ بالآخر ایک گیارہ نکاتی معاہدہ طے پا گیا جس پر طرفین کے نمائندوں نے دستخط کیے۔ اس معاہدہ کی توثیق گورنر چنگ کنگ نے جون ۱۹۴۶ء میں کی۔ یہ معاہدہ اسی ماہ کی ۱۸ تاریخ کو نافذ العمل ہو گیا۔ معاہدہ کے تحت ۲۵ رکنی مخلوط حکومت کے قیام کی منظوری دی گئی۔ جن میں سے ۱۵ کو مشرقی ترکستان کے عوام نے انتخابات کے ذریعے منتخب کرنا تھا جبکہ ۱۰ ارکان کی نامزدگی چین کی مرکزی حکومت نے کرنی تھی۔ چینی زبان کے ساتھ ساتھ ویغور زبان کو خطے کی دوسری سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ معاہدے کے تحت صوبائی حکومت کے چیئرمین سمیت دیگر اہم کلیدی عہدوں پر کے ایم ٹی (نیشنلسٹ چینی افواج) کے نمائندوں کا تقرر کیا جانا تھا۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کی قیادت کو معاہدہ کے تحت جن عہدوں کی پیشکش کی گئی ان میں صوبائی حکومت کے اوّل نائب چیئرمین کا عہدہ نائب وزارتِ داخلہ، وزارتِ صحت اور نائب وزارتِ تعلیم شامل تھیں۔

جمہوریہ مشرقی ترکستان کی فوج کی تعداد چھ رجمنٹوں تک محدود کر کے اسے آزاد کردہ تین علاقوں (ایلی (کلجہ) ریجن، تارا باقتائی ریجن اور التائی ریجن) میں قیام امن کے دستوں (peace preservation corps) کی حیثیت سے اپنا کنٹرول قائم رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کے نمائندوں پر چین اور سوویت یونین دونوں کی طرف سے آزاد کردہ علاقوں کے لیے "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کا نام ترک کر دینے کے لیے زبردست دباؤ ڈالا گیا۔ چنانچہ "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی بجائے آزاد کردہ علاقوں کے لیے "مشرقی ترکستان" کا نام اختیار کیا گیا۔ البتہ گیارہ نکاتی معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرقی ترکستان کی قیادت نے اپنے زیر انتظام علاقوں کے لیے سبز ستارہ و ہلال پر مشتمل پرچم، اپنی جداگانہ کرنسی، اپنی افواج کے لیے جداگانہ فوجی نشان برقرار رکھا اور ۱۲ نومبر کو جمہوریہ کے قومی دن کے طور پر منانے کا عمل بھی جاری رکھا[۲۳]۔

معاہدہ پر دستخطوں کے فوراً بعد "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی حکومت نے کے ایم ٹی کے جنگی قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ان قیدیوں میں متعدد جرنیلوں اور کرنلوں سمیت ۷۰۰۰ فوجی شامل تھے۔ عجیب اتفاق تھا کہ چینی انتظامیہ کے پاس کوئی جنگی قیدی نہ تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ جمہوریہ مشرقی ترکستان کے فوجی چینیوں کے مظالم کے خوف سے اپنے آپ کو زندہ دشمن کے حوالے کرنے کی بجائے شہادت کو ترجیح دیتے تھے، دوسری وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی "باغی" گرفتار ہو جاتا تو چینی اسے فوراً ہلاک کر دیتے تھے۔

یکم جون ۱۹۴۶ء کو گیارہ نکاتی معاہدہ کی توثیق سے چند ہفتے قبل علی خان تورے اپنی رہائش گاہ سے غائب پایا گیا۔ اس کے اہل خانہ کا کہنا تھا کہ اسے ایک فوجی جیپ میں سوار چار بندوق بردار گھسیٹ

کر لے گئے۔ اس کے بعد علی خان تورے کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ علی خان تورے کے بعد احمد جان قاسمی نے کلجہ میں "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی قیادت سنبھال لی۔ اور نتیجتاً ارمچی میں مخلوط حکومت کے ڈپٹی چیئرمین کا عہدہ بھی اُنہیں مل گیا۔ جنرل اسحاق بیگ کو جمہوریہ مشرقی ترکستان کی افواج کا کمانڈر انچیف نامزد کیا گیا۔

اس دوران سنکیانگ یا مشرقی ترکستان میں دو متوازی حکومتیں بدستور قائم رہیں۔ اُرمچی میں سنکیانگ کی صوبائی حکومت قائم تھی جس میں چینی پسندوں کی قیادت کو نمائندگی حاصل تھی۔ جبکہ دوسری طرف کلجہ میں آزاد کردہ علاقوں پر مشتمل (جمہوریہ) مشرقی ترکستان کی حکومت بھی عملاً برقرار رہی۔

گیارہ نکاتی معاہدہ کی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ چینیوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کی قیادت نے معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی افواج کی تعداد کم کر کے چھ رجمنٹ (۱۲ ہزار افراد) کر دی تھی۔ اس کے برعکس چینیوں نے معاہدہ کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے (کومنگ تانگ) افواج کے باقی ماندہ دستوں کے انخلاء کے برعکس ان کی تعداد بڑھا کر ایک لاکھ کر دی۔ دوسری طرف چینی فوج اور پولیس نے کاشغیریہ کی آبادی کو ہراساں کرنا شروع کر دیا۔

فریقین ازسرِ نو تصادم کی راہ پر

فروری ۱۹۴۷ء میں فریقین ایک بار پھر آمنے سامنے آ گئے۔ ۲۲ فروری کو سوویت قونصل کی حمایت سے ارمچی میں ایک عوامی مظاہرہ منظم کیا گیا۔ ویغور مظاہرین نے چینیوں کی طرف سے ۱۱ نکاتی معاہدہ کی خلاف ورزی کے خلاف احتجاج کیا اور غیر چینی باشندوں کے لیے مزید اختیارات کے مطالبات پیش کیے۔ ان مظاہروں کے جواب میں صوبے میں چینی افواج کے کمانڈر سنگ سی لیان نے ۲۴ فروری کو جوابی مظاہروں کا اہتمام کیا۔ اگلے روز چینیوں کی کثیر آبادی ارمچی کی سڑکوں پر نکل آئی اور احتجاج شروع کر دیا۔ مظاہرین صوبائی حکومت کی عمارت کے سامنے جمع ہو کر نعرے لگانے لگے۔ وہ کہہ رہے تھے: "ہمیں کلجہ میں قتل ہونے والے چینیوں کا بدلہ لینے دو"۔ مظاہرین نے اچانک عمارت پر ہلہ بول دیا۔ انہوں نے گیٹ پر متعین پہرے دار اور صوبائی حکومت کے ڈپٹی چیئرمین کے ڈرائیور کو ہلاک کر دیا۔ پہرے دار اور ڈرائیور کی ہلاکت کے بعد ارمچی شہر میں حالات بے حد کشیدہ ہو گئے۔

مخلوط حکومت اور سوویت سازشیں

ارمچی میں مخلوط صوبائی حکومت کے قیام کے چند ماہ بعد اپریل ۱۹۴۷ء میں اس کے چیئرمین جنرل چانگ چی چنگ نے جمہوریہ مشرقی ترکستان کے علاقوں کا دورہ کیا۔ دورے سے واپسی پر جنرل چانگ چی چنگ نے احمد جان قاسمی کے نام ایک طویل پیغام بھیجا۔ جس میں صوبے میں بدامنی کا ذمہ

دار چند سیاسی طالع آزماؤں کو قرار دیا گیا۔ اس پیغام کی اشاعت کے فوری بعد جنرل چانگ چی چنگ ڈاکٹر مسعود صابری کے حق میں مخلوط صوبائی حکومت کے چیئرمین کے عہدے سے کنارہ کش ہو گئے۔ مسعود صابری ایک پڑھا لکھا اور قوم پرست ویغور مسلمان تھا۔ عیسیٰ الپتگین نے اس کے سیکرٹری جنرل کے فرائض سنبھال لیے۔ بظاہر مخلوط حکومت کے چیئرمین کی طرف سے حریت پسندوں کی قیادت کو اتنی بڑی رعایت دینے کا مقصد علاقے میں سوویت یونین کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کی روک تھام تھا۔

چینیوں اور حریت پسند مسلمانوں کے مابین مفاہمت اور قربت کے اس مظاہرہ کو کریملن کے حکمران برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ سوویت حکام مشرقی ترکستان کے مسلم رہنماؤں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ ان کی "حد سے بڑھی ہوئی" خود مختاری سوویت وسط ایشیائی جمہوریاؤں کی مسلم آبادی میں جذبۂ حریت کی بیداری کا باعث بن سکتی تھی۔ چنانچہ کریملن کے حکمرانوں نے مسعود صابری کو منظر عام سے ہٹانے کے لیے کام شروع کر دیا۔

مسعود صابری ویغور قوم پرستی کا علمبردار تھا۔ وہ چین کے اندر رہتے ہوئے مشرقی ترکستان کے لیے زیادہ سے زیادہ خود مختاری کا خواہاں تھا، اور اس مقصد کے لیے اس نے ایک سیاسی لائحہ عمل بھی پیش کیا۔ ویغور آبادی میں مسعود صابری کے ان نظریات کو زبردست پزیرائی ملی۔

سوویت حکومت نے مسعود صابری کی عوامی حمایت دیکھتے ہوئے اس کے خلاف الزامات کا طوفان کھڑا کر دیا۔ صابری کو امریکیوں کا جاسوس اور ایجنٹ قرار دیا گیا۔ روسیوں نے صابری کے خلاف (ارمچی میں قائم صوبائی اسمبلی میں) مؤثر لابنگ شروع کی جس کے نتیجے میں نہ صرف اسمبلی نے مسعود صابری کی بطور چیئرمین نامزدگی کے خلاف قرارداد منظور کی بلکہ اسمبلی میں جمہوریہ مشرقی ترکستان کی نمائندگی کرنے والے سوویت حمایت یافتہ مسلم رہنما جولائی ۱۹۴۷ء میں سوویت احکامات کے تحت اس کی رکنیت سے احتجاجاً دستبردار ہو گئے۔

کلجہ میں قائم "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کے رہنماؤں کی جدوجہد کا مقصد چین سے مکمل آزادی تھا۔ اہلِ کلجہ اپنی قومی تعطیل مناتے تھے۔ کلجہ میں "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کے رہنما اور ارمچی کے ویغور قوم پرستوں کے مقاصد میں زیادہ فرق نہ تھا۔ دونوں کے درمیان حصول آزادی یا خود مختاری کے طریقہ کار پر اختلاف تھا۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کے رہنما سوویت پشت پناہی کے ذریعے آزادی یا اندرونی خود مختاری حاصل کرنا چاہتے تھے جبکہ ارمچی میں قائم مخلوط صوبائی حکومت میں شامل مسلم رہنما اس مقصد کے لیے چین کے ساتھ براہ راست مذاکرات کو ترجیح دیتے تھے۔

چین پر کمیونسٹوں کا قبضہ

سال ۱۹۴۹ء چین میں کمیونسٹوں کے لیے فتح کی نوید لے کر آیا۔ کمیونسٹوں کی فتح نے سوویت

یونین کو بھی مشرقی ترکستان کے متعلق اپنی پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لینے پر مجبور کیا۔ مشرقی ترکستان کی مسلم قیادت بھی "نئی حقیقتوں" سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے اپنے موقف پر دوبارہ غور کرنے لگی۔ "ماضی کی غلطیوں" کا اعتراف کرتے ہوئے کلجہ میں قائم جمہوریہ مشرقی ترکستان کی حکومت کے سربراہ احمد جان قاسمی نے کہا:

"ہماری قومی آزادی کی جدوجہد شروع ہوتے ہی قومیتوں کے مسئلے پر متعدد غلطیوں کا صدور ہوا۔ جب ہمارے لوگوں نے آزادی کے نام پر اسلحہ اٹھایا تو ان سے اپنے علاقے پر قابض کومنگ تانگ (چینی) افواج کے بدعنوان عناصر، (چینی) پولیس کے بعض بدقماش اہل کاروں اور چینی عوام میں کوئی فرق روا نہ رکھنے کی غلطی کا صدور ہوا۔ ہمارے عوام یہ سمجھنے لگے کہ تمام چینی ہمارے دشمن ہیں۔ چنانچہ ہم نے دوست اور دشمن چینیوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا..... یہ پالیسی قطعاً غلط تھی"

کے ایم ٹی کی حکومت کا خاتمہ

قاسمی کی طرف سے اس طرح کے بیانات بظاہر سوویت حکومت اور چین میں فتوحات حاصل کرنے والے کمیونسٹوں کو خوش کرنے کے لیے تھے۔ قاسمی نے اپنے بیانات میں یہاں تک کہا کہ ماضی میں ہماری غلط پالیسیوں کی وجہ سے "ایسے تخریبی عناصر کو تقویت ملی جو "طبقاتی جدوجہد" (class struggle) کو پروان چڑھانے کے بجائے "آزاد جمہوریہ مشرقی ترکستان" کے نعروں کو رواج دینے کے لیے کام کرتے رہے"۔

۱۰ جنوری ۱۹۴۹ء کو کے ایم ٹی نے مسعود صابری کو سنکیانگ کی صوبائی حکومت کے چیئرمین کے عہدے سے برطرف کر کے برہان شاہدی کو صوبائی حکومت کا سربراہ نامزد کیا جو صابری کے مقابلہ میں سوویت حکام کے لیے زیادہ قابل قبول تھا۔ اس کے بعد چین میں کمیونسٹوں کی پے در پے کامیابیوں نے کے ایم ٹی کی قیادت کو فارموسا (Faromosa) کے جزیرہ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہوا جب ارمچی میں ویغور قوم پرست کے ایم ٹی سے پورے مشرقی ترکستان کی مکمل آزادی اور کے ایم ٹی کی ایک لاکھ طاقتور فوج کے پاس موجود اسلحہ کا نصف مقامی باشندوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے تاکہ بڑھتے ہوئے کمیونسٹوں کے خلاف دفاع کو مضبوط کیا جا سکے۔ مگر برہان شاہدی کی سربراہی میں ارمچی کی صوبائی حکومت کی طرف سے کمیونسٹوں کے ساتھ وفاداری کے اعلان کے بعد کے ایم ٹی نے بڑھتی ہوئی "پیپلز لبریشن آرمی" کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ اسی دوران "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کی حکومت کو چائینیز پیپلز پولٹیکل کنسلٹیٹو کانفرنس کے پہلے کھلے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی تاکہ جمہوریہ مشرقی ترکستان کی اندرونی خود مختاری کے لیے شرائط طے کی جا

سکیں۔ جمہوریہ کی حکومت کا مطالبہ تھا کہ انہیں منگولین پیپلزری پبلک کی طرز کی آزادی یا سوویت یونین کی وسط ایشیائی جمہوریاؤں کی طرح کی خود مختار جمہوریہ کا درجہ دیا جائے۔

"جمہوریہ مشرقی ترکستان" کا خاتمہ

۲۶ اگست ۱۹۴۹ء کو احمد جان قاسمی کی قیادت میں جمہوریہ مشرقی ترکستان کا ایک وفد کلجہ ائیرپورٹ سے سوویت ہوائی جہاز کے ذریعے پیکنگ روانہ ہوا۔ چینی سرزمین میں اب بھی خانہ جنگی جاری تھی اس لیے اس طیارہ کو سوویت علاقے کے راستے پیکنگ روانہ کیا گیا۔ کئی ہفتوں تک اس طیارہ کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ ایک روز اچانک یہ خبر نشر ہوئی کہ وفد کو پیکنگ لے جانے والا طیارہ دوران پرواز سائبریا میں جھیل بے کال کے نزدیک پہاڑوں میں گر کر تباہ ہوگیا۔ تب ایک نیا وفد سیف الدین عزیزی کی قیادت میں پیکنگ بھیجا گیا۔ سیف الدین عزیزی چینیوں کے لیے زیادہ موزوں ثابت ہوا۔ اس نے خاموشی سے کانگرس کی کارروائی میں شرکت کی۔ وفد چینیوں کی تمام شرائط تسلیم کرتے ہوئے آزادی یا خود مختاری کے مطالبے سے دستبردار ہوگیا۔ اس کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ جمہوریہ مشرقی ترکستان کے تینوں علاقے ایک بار پھر چین میں ضم کر دیے گئے ہیں۔ اور یہ اعلان ہی دسمبر ۱۹۴۹ء میں "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کے خاتمہ پر منتج ہوا۔

۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۶ء تک "سنکیانگ ویغور خود مختار ریجن" کی صوبائی حکومت کے ڈپٹی چیئرمین اسد اسحاق (Askhat Iskhat) نے، جنہیں چین کے ثقافتی انقلاب کے خاتمے پر پھانسی دے کر ہلاک کیا گیا، یہ انکشاف کیا تھا کہ احمد جان قاسمی اور اس کے وفد کے دیگر ارکان کے طیارے کو کوئی حادثہ پیش نہیں آیا تھا بلکہ پیکنگ آمد کے تھوڑی ہی دیر بعد وفد کے ارکان کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ دراصل ماؤزے تنگ اور سٹالن کے درمیان جب پورے مشرقی ترکستان کو چینی عملداری میں دینے کا معاملہ طے پا گیا تو سوویت یونین نے احمد جان قاسمی کی حمایت ترک کر کے اسے چینی حکام کے حوالے کر دیا اور اس کی گمشدگی کے لیے طیارے کے حادثے کا ڈرامہ رچایا۔ اسد اسحاق کے بقول احمد جان قاسمی ۱۹۶۲ء میں پیکنگ کی ایک خفیہ جیل میں انتقال کر گیا[۲۴]۔

کمیونسٹ انقلاب اور مشرقی ترکستان

مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کا مقدر ہمیشہ سے چینیوں کی ان کے بارے میں مبہم اور غیر واضح تصور کا مرہون رہا ہے۔ مختلف ادوار میں چینی یہاں کے مسلمانوں کے بارے میں مختلف تصورات رکھتے رہے ہیں۔ اس بات کا شاید اب تک تعین نہیں ہوسکا ہے کہ چینی ترکستانی مسلمانوں کو ایک جداگانہ مذہب کے پیروکار سمجھتے ہوئے ایک مذہبی اقلیت تصور کرتے ہیں یا انہیں ویغور، قازق، ازبک اور

کرغیز قومیتی گروہ سمجھتے ہوئے نسلی اقلیت تصور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کے بارے میں چینی پالیسی کبھی تو "عظیم تر چینی قوم" میں انہیں مدغم کرنے (assimilation) پر مرکوز رہی ہے اور کبھی نسلی اقلیت قرار دے کر انہیں اندرونی خود مختاری دینا، ان کے بارے میں چینیوں کی پالیسیوں کا مطمح نظر رہا ہے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں سنکیانگ کے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کی وجہ سے چینیوں پر ان کا اعتماد اٹھ گیا ہے[۲۵]۔

۱۹۳۱ء میں آل چائنا کانگریس آف سوویتس کے اجلاس میں چین کی کمیونسٹ پارٹی نے (اقلیتی) قومیتوں کے بارے میں اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا:

> "ان قومیتوں کے مصائب زدہ عوام کو یہ فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہوگا کہ وہ چینی سوویت جمہوریہ سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی آزاد ریاست کی تشکیل کریں، سوویت یونین میں شامل ہوں اور یا پھر چین کے اندر رہ کر ایک خود مختار خطے کی حیثیت قبول کریں"[۲۶]۔

۱۹۴۹ء میں مشرقی ترکستان میں کمیونسٹوں کی "پیپلز لبریشن آرمی" کی آمد کے فوراً بعد کمیونسٹ پارٹی نے ۱۹۳۰ء کے اپنے اس اعلامیہ کی نفی کرتے ہوئے مسلم آبادی اور آزاد حکومت کے اہل کاروں کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ پیپلز لبریشن آرمی نے سوویت حکام کے تعاون سے یہاں کی قازق اور ویغور آبادی اور "آزاد جمہوریہ مشرقی ترکستان" (ETR) کے حکومتی اہل کاروں اور فوجی افسروں کو منظر عام سے ہٹانے کی پُر زور مہم شروع کی۔ ڈاکٹر مسعود صابری پُراسرار طور پر تالاب میں ڈوب کر "حادثہ" کا شکار ہو گئے۔ قربان کرائی، چنگیز خان اور متعدد دیگر افراد کو گرفتار کر کے ۲۵ جنوری ۱۹۵۲ء کو سزائے موت دے دی گئی۔ شی ہو میں تعینات جمہوریہ مشرقی ترکستان کی فرسٹ رجمنٹ کے تیس افسروں کو ۴ اپریل ۱۹۶۰ء کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ جمہوریہ مشرقی ترکستان کی فوج کے کرنل عبدالغفور صابری، میجر رحمانوف اور متعدد دیگر افسروں کو ۱۹۵۱ء میں سزائے موت دی گئی۔ چینی کمیونسٹ حکام نے جمہوریہ مشرقی ترکستان کی فوج کو — جسے "پانچویں کور" میں بدل دیا گیا تھا — توڑ دیا۔ مشرقی ترکستان میں تعینات سوویت خفیہ ایجنسی کے اہل کاروں کی طرف سے فراہم کردہ فہرستوں کی روشنی میں جمہوریہ مشرقی ترکستان کی فوج کے افسروں کو چُن چُن کر ہلاک کیا گیا۔ صرف اک سو اور ارمچی کے علاقوں میں ۳۲۴۵ (تین ہزار دو سو پینتالیس) "انقلاب مخالف عناصر" (Counter revolutionaries) کو ۱۹۵۱ء میں سزائے موت دی گئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے چینی حکومت مقامی مسلم آبادی سے ۱۹۴۴ء کی ذلت آمیز شکست کا انتقام لینا چاہتی ہے۔ کلجہ التائی اور تارا باقتائی کے خطوں میں "بغاوت" کے قائدین اور مقامی رہنماؤں کے خلاف "تطہیر" کے نام سے ہونے والی کارروائیاں ۱۹۵۳ء تک جاری رہیں۔ "جمہوریہ مشرقی ترکستان" کے "باغیوں" کی اکثریت کا صفایا

کرنے کے بعد ہی چینیوں نے ۲۴ نومبر ۱۹۵۴ء کو "کلجہ قازق خود مختار اوبلاسٹ" اور ایک سال بعد "سنکیانگ ویغور خود مختار ریجن" کی بنیاد رکھی[۲۷]۔

تازہ ترین صورت حال

مشرقی ترکستان کے مسلم عوام کی جدوجہد آزادی مسلسل ناکامی سے دوچار ہوتی رہی ہے۔ جدوجہد آزادی کی پاداش میں انہیں کبھی چینیوں کے ہاتھوں مصائب و آلام برداشت کرنا پڑے اور کبھی ماسکو کے حکمرانوں کے جبر و استبداد کا نشانہ بننا پڑا۔ چینی اور سوویت حکمران کبھی خطہ پر قبضہ کے لیے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہے۔ اور کبھی مقامی مسلم آبادی کو مغلوب رکھنے کے لیے باہم ساز باز کرتے رہے[۲۸]۔

سنکیانگ کے مسلم عوام ۱۹۴۹ء کے بعد بھی آزادی کے حق میں مسلسل آواز بلند کرتے رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً چینی اقتدار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ مشرقی ترکستان میں پیکنگ کی پالیسیوں کے خلاف تازہ ترین بغاوت فروری ۱۹۹۷ء میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس دفعہ اس بغاوت کا مرکز یننگ تھا۔ خطہ میں چینی حکومت کی طرف سے صحافتی سرگرمیوں پر عائد پابندیوں کی وجہ سے باہر کی دنیا کو وہاں کے حالات سے آگاہی مشکل ہی سے ہوتی ہے۔ پھر بھی جاپانی خبر رساں ایجنسی "کیوڈو" (Kyodo) نے تازہ ترین واقعات کی تفصیلات بتاتے ہوئے انہیں (سنکیانگ کی) حالیہ تاریخ میں کمیونسٹوں کے خلاف اور آزادی کے حق میں ہونے والی سب سے بڑی شورش قرار دیا۔ حالیہ فسادات میں چینی حفاظتی دستوں اور مسلح "علیحدگی پسندوں" کے درمیان خون ریز جھڑپیں ہوئیں[۲۹]۔

واقعات کے مطابق چینی انتظامیہ کے خلاف حالیہ شورش اس وقت شروع ہوئی جب ۵ فروری ۱۹۹۷ء کو ماہ صیام کے دوران بعض مسلمان افطاری کے لیے ایک گھر میں جمع ہوئے۔ چینی سیکورٹی فورس کے اہل کاروں نے ان مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے چالیس کے قریب ویغور باشندوں کو حراست میں لے لیا۔ ان مسلمانوں کی گرفتاری کی خبر نے مقامی مسلمانوں کو چینی انتظامیہ کے خلاف مشتعل کر دیا اور وہ چینی حکام کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے۔ ایک مقامی مسلمان عبدالرزاق قاری کی رہائی کے فوری بعد اس کی دوبارہ گرفتاری نے مقامی مسلمانوں کے جذبات کو مزید مشتعل کر دیا۔ عبدالرزاق قاری کو چین مخالف سرگرمیوں کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ پہلے اسے رہا کر دیا گیا تھا۔ عبدالرزاق قاری کی دوبارہ گرفتاری کے خلاف اس کے والد نے احتجاج کیا مگر اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ بعد ازاں عبدالرزاق کو بھی ہلاک کیا گیا۔ عبدالرزاق قاری کے بھائیوں نے اپنے باپ اور بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے سیکورٹی فورسز کے دو اہل کاروں سمیت چھ چینیوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ عبدالرزاق کے بھائیوں کی اس کارروائی کے جواب میں سیکورٹی فورس نے ان دونوں

کو گولی مار کر ہلاک کر دیا[۳۰]۔

ان واقعات کے نتیجے میں مشرقی ترکستان میں عوامی بے چینی بڑھی اور حکومت کے خلاف احتجاجوں اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان مظاہروں کو کچلنے کے لیے چینی حکام نے سختی سے کام لیا۔ ایک ویغور مسلمان کے بقول "سیکورٹی فورس کے اہل کاروں نے مظاہرین پر گولی چلائی جس کے نتیجے میں تین سو کے قریب شہری ہلاک ہو گئے"[۳۱]۔ چینیوں نے بظاہر اس بغاوت کو کچل دیا ہے، مگر اب بھی اکا دکا پر تشدّد واقعات کی اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ آزادی کے لیے جاری حالیہ جدوجہد میں متعدّد مسلم تنظیمیں حصّہ لے رہی ہیں۔ ان میں "متحدہ قومی انقلابی محاذ" زیادہ نمایاں ہے[۳۲]۔

حواشی

1. K.B. Warikoo, "Chinese Turkistan During Nineteenth Century" ,'*Central Asian Survey*' Vol. 4, No. 3, 1985.
2. Roostam Sadri, "The Islamic Republic of Eastern Turkistan", *Journal Institute of Muslim Minority Affairs*, Vol. 5, No.2, 1984.
3. Ibid
4. Paul B. Henze, "The Great Game in Kashgaria: British and Russian Missions to Yakub Beg", *Central Asian Survey* Vol, 8, No. 2, 1989.

۵۔ تذکرہ سنکیانگ، گلزار احمد، بریگیڈیئر، ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۸۸ء

6. Paul B. Henze, op. cit.
7. *Encyclopaedia Britanica* Under Entry "Timur",
8. Paul B. Henze, op. cit.
9. Ibid.
10. Ibid.
11. Ibid.
12. Ibid
13. Ibid.

۱۴۔ بریگیڈیئر گلزار احمد بحوالہ بالا

15. Paul B. Henze, op. cit.
16. Roostam Sadri, op.cit.
17. Ibid.
18. Ibid.
19. Ghulamuddin Pahta, "Soviet - Chinese Collaboration in Eastern Turkistan: The case of the 1933 uprising", *Journal*

Institute of Muslim Minority Affairs, Vol. 11:2, July, 1990.

20. ibid.

21. Ibid.

۲۲۔ چین - سوویت یونین معاہدہ دوستی و تعاون پر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ماسکو میں دستخط ہوئے تھے۔

23. Ghulamuddin Pahta, op. cit.

24. Ibid.

25. Roostam Sadri, op. cit.

26. L. J. Newbury, "The Pure and True Religion in China", Third *World Quarterly*, Vol. 10, No. 2 (April, 1988) as quoted by Richard C. De Angelis in "Muslims and Chinese Political Culture", *Muslim World*, Vol. LXXX VII. No. 2, April, 1997.

27. Roostam Sadri, op. cit.

28. Ibid.

29. "Xingiang _ keeping the lid on unrest", *Impact International, London* March, 1997.

30. "Xingiang _ the Struggle of the Uighurs", *Impact International, London* Sep. 1997.

31. Ibid.

32. Ibid.